Al-SHARQ
Vol: 04, Isue:01, Jan-June 2023, pp:22-39

OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

امام دبوسیؒ کی تاسیس النظر میں حنفی مکتبہ فکر کے آئمہ ثلاثہ کے فقہی اُصول اوران پر متفرع احکام کاایک تعارفی جائزہ

An Introductory Review of the Jurisprudential Principles of the Imams of the Hanafi School of Thought in the Establishment of Imam Dabusi

Hasan Jan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies Qurtuba University of Science information and Teachnology Peshawer
Email :abuzarghaffarif9@gmail.com

Dr.Mushtaq Ahmad
Deen Ficalty of Social Sciensis Qurtuba University of Science information and Teachnology Peshawer

Submission: 15-04-2023	Accepted: 15-05-2023	Published:25-06-2023

Abstract

Principles of jurisprudence is an important subject of Islamic sciences. Through which jurisprudence rules are derived by making the Qur'an and Sunnah, the hadiths of the Prophet sallallaahu alayhi wa sallam, the interaction of the companions and the traces as the basis and thus a separate knowledge comes into existence under the name of Islamic jurisprudence. However, it is worth mentioning that what is the source of the principles and rules of jurisprudence and jurisprudence?

From the historical review of Islamic jurisprudence and principles of jurisprudence, it is known that within the first four to five centuries of Islam, the jurists in the light of the transferable and non-transferable interpretations of the texts of the Qur'an and Hadith, and by keeping some customs and habits in front of the stains of the principles of jurisprudence. Bull put. Among those who first codified jurisprudence, rules and regulations in a formal order. He is Muhammad bin Idrees al-Shafi'i, whose Kitab al-Rasalat is a masterpiece in this regard and

CC BY

is a valuable asset of Islamic jurisprudential history.In the subject under consideration, as the title indicates, it is about the jurisprudential principles and the various rulings of the three Imams of the Hanafi school of thought, namely Imam Abu Hanifah, Imam Abu Yusuf and Imam Muhammad, and the Imams of other religions such as Imam Zafar, there is a difference between Imam Malik, Imam Ibn Abi Laila and Imam Shafi'i. According to the plan, the research paper is divided into five chapters.

The first chapter is purely introductory, in which the blessed life of the author of the book, Abu Zayd Ubaidullah bin Umar Al-Dubosi, and his scholarly endeavors, and in this context, the contents and book structure of his book "Tasis al-Nazar" will be discussed. While in the second chapter and its supplementary chapters, Imam Abu Hanifah and Sahibin, in the third chapter, the Sheikhs and Imam Muhammad, while in the fourth chapter, there is a mention of the principles of disagreement between the parties and Imam Abu Yusuf and the rulings related to them. While the fifth chapter is based on the principle of disagreement between the scholars and the related issues.

***Key Words**: Imam Dabusi, Tasess u nazar, principles of jurisprudence various of religious Manhaj Tafseer*

تمہید:

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کی وحی کی بنیاد پر دینی احکامات جاری فرماتے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وحی سے کوئی حکم نہ ملنے کی صورت میں آپ ﷺ اجتہاد فرماتے۔ بعد میں اللہ تعالی کی جانب سے بذریعہ وحی اس اجتہادی حکم کی توثیق بھی کر دی جاتی یا اگر کسی تغیر و تبدل کی ضرورت پیش آتی تو اس بارے میں آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے رہنمائی فراہم کی جاتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ میں بھی بہت سے ایسے حضرات تھے جو آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں فتوی (دینی معاملات میں رائے) دیتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسا حضور ﷺ کی اجازت ہی سے ہوا تھا۔اور کئی صحابہ کرامؓ کے فتاوی مشہور ہیں۔ ان حضرات کے فتوی دینے کا طریق کار یہ تھا کہ جب ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آتا تو وہ اس مسئلے کا موازنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش آجانے والی صورتِ حال سے کرتے اور ان میں مشابہت کی بنیاد پر حضور ﷺ کے فیصلے کی بنیاد پر فیصلہ صادر فرماتے۔

خلافت راشدہ کے دور میں بھی یہی طریق کار رہا۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں حضرت میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں کہ جب آپؓ کے پاس کوئی مقدمہ لایا جاتا تو سب سے پہلے آپ قرآن مجید میں غور کرتے۔ اگر قرآن مجید سے حکم ملتا تو اس کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے۔ لیکن اگر قرآن مجید سے کوئی واضح حکم نہ ملتا تو رسول اللہ ﷺ کے سابقہ فیصلوں پر غور کرتے، اگر ان

میں بھی کوئی بات نہ ملتی تو صحابہ کرامؓ میں اہل علم کو جمع کر کے ان کی رائے لیتے اور ان حضرات کی اتفاق رائے کی بنیاد پر فیصلہ فرما دیتے۔ اگر صحابہ کرامؓ کا کسی معاملے میں اتفاق رائے نہ ہو پاتا تو اس کے بعد آپؓ اپنے اجتہاد سے فیصلہ فرماتے۔ عہد صدیقی کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس دور میں مختلف مسائل میں قانون سازی اجماع اور قیاس کا استعمال کافی بڑے پیمانے پر کیا گیا۔[1]

سیدنا عمر فاروقؓ کی دور خلافت میں بھی یہی طریقہ کار اختیار کیا گیا۔ آپ کے دور کی خصوصیت یہ ہے کہ آپؓ نے ہر اہم مسئلے میں غور و فکر کرنے کے لئے مجتہد صحابہ کرامؓ کی ایک غیر رسمی کمیٹی بنائی تھی، جس میں اجتماعی طور پر غور و فکر کر کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ مذکورہ کمیٹی کے اکثر فیصلے اجماع ہی کے ذریعے طے پاتے۔ سیدنا عثمان غنیؓ اور سیدنا علیؓ کے دور خلافت میں بھی یہی طریق کار رہا۔ یہ دونوں حضرات سیدنا عمر فاروقؓ کے دور میں مشاورتی کمیٹی کے اہم ترین رکن تھے۔ اس لیے اپنے دور خلافت میں انہوں نے اسی کے مطابق مسائل کا حل نکالتے رہے۔ فقہ حضرت علیؓ کا خاص میدان تھا۔ آپؓ نے عدالتی معاملات میں کئی سارے فیصلے جاری فرمائے۔ جن کی بنیاد پر آپ کے فتاوی کی ایک ضخیم کتاب تیار کی جاسکتی ہے۔

خلافت کے علاوہ انفرادی طور پر بھی بہت سے صحابہ کرامؓ عام لوگوں کی مروجہ مسائل کی حل میں باقاعدہ فتاوی جاری فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ لوگ ان صحابہ کرامؓ پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے اجتہادات کی پیروی کرتے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں بہت سے صحابہ کرامؓ مختلف ممالک میں پھیل گئے اور مقامی لوگوں کو دین کی تعلیم دینے لگے۔ یہ حضرات لوگوں کے سوالات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر باقاعدہ فتاوی جاری فرماتے۔[2]

صحابہ کرامؓ کی فتاوی جات پر تبصرہ کرتے ہوئے شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں کہ ہر صحابیؓ نے اپنی سہولت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی عبادت، فتاوی اور عدالتی فیصلوں کو دیکھا، سمجھا اور انہیں یاد کر لیا۔ انھوں نے شواہد و قرائن کی بنیاد پر آپ ﷺ کے قول و فعل کی وجہ بھی معلوم کر لی۔ بعض امور کے جائز اور بعض کے منسوخ ہونے کا تعین بھی کر لیا۔ ان حضرات کے ہاں قلبی اطمینان کی اہمیت طریق استدلال سے زیادہ تھی۔ جیسا کہ آپ عرب دیہاتیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ کلام عرب کے واضح جملوں اور اشارات سے بات کو سمجھ لیتے ہیں اور اس پر مکمل اطمینان بھی ان لوگوں کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا مبارک دور گزر گیا اور صحابہ کرامؓ مختلف شہروں میں پھیل گئے۔ ان میں سے ہر صحابی رسول اپنے علاقے کے لوگوں کے لئے راہنما کی حیثیت اختیار کر گیا۔ چونکہ ملک بہت پھیل گیا تھا تو اس وجہ سے مختلف مسائل وواقعات پیش آنے لگے اور لوگوں کو دینی امور دریافت کرنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ صحابہ کرامؓ اپنے حافظے اور استنباط کی بنیاد پر ان مسائل کی جوابات دیتے، جب انہیں اپنے علم میں سے اس کا جواب نہ ملتا تو وہ اپنی رائے سے اجتہاد کرتے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے واضح احکامات کی وجوہات اور علتوں کو جاننے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ جہاں انہیں علت اور کوئی وجہ نظر آتی، وہ حضور ﷺ کے مقصد کے مطابق اس پر حکم لگا دیا کرتے تھے۔

وقت گزرنے کے ساتھ جب بڑی عمر کے صحابہ کرامؓ جنھوں نے آپ ﷺ کے ارشادات اور فیصلوں کا براہ راست مشاہدہ کیا تھا، وہ دنیا سے رخصت ہوتے چلے گئے۔ اس وقت تک ان صحابہ کرامؓ کے تربیت یافتہ تابعین کی ایک بڑی جماعت تیار ہو چکی تھی۔ تابعین نے صحابہ کرامؓ کی نقطہ ہائے نظر میں اختلاف پیدا ہو گیا اور حسب توفیق ان قرآن وحدیث کے علوم کو ان سے اخذ کر لیا۔ اس کے بعد انھوں نے اختلافی مسائل کو اکٹھا کیا اور ان میں سے بعض نقطہ ہائے نظر کو ترجیح دی۔ اس طرح ہر تابعی نے

اپنے علم کی بنیاد پر ایک نقطہ نظر اختیار کر لیا اور ان میں سے ہر ایک اسی شہر کا امام اور قائد بنا۔ اس وجہ سے لوگ ان اہل علم کی طرف راغب ہو گئے اور ان سے قرآن و حدیث اور صحابہ کرامؓ کے نقطہ ہائے نظر اور آراء حاصل کرنے لگے۔[3]

تابعین نے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے ریکارڈ کو محفوظ کیا بلکہ اپنے استاذ صحابیؓ کے عدالتی فیصلوں اور فقہی آراء کو محفوظ کرنے کا اہتمام بھی کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور حکومت میں باقاعدہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں اور احادیث کو محفوظ کرنے کا سرکاری حکم جاری کیا اور فتوی دینے کا اختیار اہل علم تک ہی محدود کیا۔

تابعین کا دور کم و بیش 150 ہجری کے قریب ختم ہوا، اپنے دور میں تابعین کے اہل علم نے کثیر تعداد میں علماء تیار کر چکے تھے۔ اس کے بعد تبع تابعین کی دور میں اصول فقہ کی قواعد اور قوانین پر اگرچہ مملکت اسلامیہ کے مختلف شہروں میں عمل کیا جا رہا تھا لیکن انہیں باضابطہ طور پر تحریر نہیں کیا گیا تھا۔ یہ دور فقہ کے مشہور ائمہ کا دور تھا۔ اسلامی ریاست بہت ہی علاقے تک پھیل چکی تھی۔ اس وقت یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس عظیم سلطنت کے لئے مدون قانون کا مجموعہ تیار کیا جائے۔ اس دور میں مختلف شہروں سے اہل علم نے قرآن وسنت اور صحابہ و تابعین کی فقہی آراء اور قانونی فیصلوں کی بنیاد پر قانون ساز مجالس بنانا شروع کر دیں۔ چونکہ اس دور میں نقل وحمل اور ذرائع ابلاغ کی اتنی بندوبست نہیں تھی، اس وجہ سے ہر شہر کے رہنے والوں نے اپنے شہر کے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے پھیلائے ہوئے علم، جس میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور صحابہ کرامؓ اور تابعین فقہاء کے اجتہادات شامل تھے، ان کی پیروی شروع کر دی۔[4]

اہل مدینہ میں امام مالکؒ کا مکتب فکر وجود پذیر ہوا۔ آپ نے مدینہ کے فقہاء صحابہ حضرت عمر، ابن عمر، عائشہ، عبداللہ بن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور فقہاء تابعین و تبع تابعین سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، سالم، عطاء بن یسار، ابن شہاب زہری اور ربیعۃ الرائے رحمۃ اللہ علیہم کے اجتہادات کی بنیاد پر قانون سازی کا عمل شروع کیا۔[5]

اسی دور میں بالکل یہی عمل کوفہ میں بھی جاری تھا۔ یہاں امام ابو حنیفہؒ کا مکتب فکر بعینیہ یہی کام کر رہا تھا۔ انھوں نے کوفہ میں قیام پذیر ہو جانے والے فقہاء صحابہ عبداللہ بن مسعودؓ اور علیؓ اور فقہاء تابعین قاضی شریح، شعبی اور ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہم کے اجتہادات کی بنیاد پر قانون سازی کا عمل جاری رکھا۔

امام ابو حنیفہؒ جو کہ ابراہیم نخعیؒ، حمادؒ اور جعفر صادقؒ کے شاگرد تھے، آپ کی تقریباً چالیس علماء وماہرین پر مشتمل ایک جماعت تھی جو قرآن وسنت کی بنیادوں پر قانون سازی کا کام کر رہی تھی۔ ہر سوال پر تفصیلی بحث ہوتی اور پھر نتائج کو مرتب کر لیا جاتا۔ امام صاحب نے خود تو فقہ اور اصول فقہ پر کوئی کتاب نہیں لکھی لیکن ان کے فیصلوں کو آپ کے شاگردوں بالخصوص امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے مدون کیا۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے علاوہ دیگر اہل علم جیسے سفیان ثوریؒ، اوزاعیؒ، لیث بن سعدؒ بھی اسی طرز پر کام کر رہے تھے لیکن ان کی فقہ کو وہ فروغ حاصل نہ ہو سکا جو حنفی اور مالکی فقہ کو ہوا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہارون الرشید کے دور خلافت میں حنفی فقہ کو مملکت اسلامی کا قانون بنا دیا گیا اور مالکی فقہ کو سپین کی مسلم حکومت نے اپنا قانون بنا دیا۔[6]

فقہی مسالک کا ظہور:

عہد رسالت کے بعد عہد صحابہ میں تقریری اور بنیادی طور پر فقہی مسائل میں اختلاف رائے شروع ہو گیا عہد تابعین و تبع

تابعین میں بالفعل تیرہ فقہی مسالک ظہور پذیر ہوگئے بعد میں بعض مسالک فقہیہ دوسرے مسالک میں جامعیت کی وجہ سے ضم ہوگے اور بعض عدم تدوین کے وجہ سے تدریجاً ختم ہوگئے۔

ذیل میں معروف متروک فقہی مذاہب کاترتیب زمانی کے اعتبار سے مختصر تعارف اور منہج استدلال پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ابوسعید حسن بصری (المولود21ھ-التوفی110ھ):

آپ کے والدہ محترمہ خیرہ،خادمہ ام سلمہ نے حضرت عمرفاروقؓ عمل تحنیک کرواکر دعادی: اللّٰھم فقه فی الدین، بصرہ میں ہونے کی وجہ سے آپؒ کواہل الرائے میں شمار کیا گیا۔ فقہی اسلوب اجتھاد،ظاہری نصوص سے استدلال کرنا،احکام کی علتوں اوران کی تشریعی حکمتوں پر غور وفکر کرنا۔نصوص کے عدم موجودگی میں مقاصد شریعت اور شریعت کے عمومی قوانین سے استدلال کرنا،عرف صحیح کااعتبار کرنا۔[7]

2- قاضی کوفہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ،التوفی184ھ:

بنوامیہ کے دوراخیر اور بنوعباس کے دور اور میں 33.برس قاضی کوفہ رہے،اصحاب الرائے میں سے تھ۔ے قاضی ابویوسفؒ فرماتے ہے کہ اس دور میں جتنے قضاۃ مقرر کیئے گئے ان میں سے دین اور منشأ دین عفیف اور عادل قاضی آپ تھے۔[8]

3-ابوعمر عبدالرحمٰن بن محمد الاوزاعی المولود88-التوفی157:

آپؒ کی پیدائش بعلبک میں ہوئی،امام الشام تھے، عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہے:ماکان باالشام اعلم باالسنه من الاوزاعی

فقه اوزاعی بلاد مغرب، اور اندلس میں تقریباً لوگوں کے اذہان میں موجود تھی لیکن فقہ مالکی وحنفی کےتدوین کے بعد تدریجاً ختم ہوگئی۔[9]

4-سفیان بن سعید بن مسروق ثوری کوفی (المولود96ھ-التوفی161ھ):

آپ بیک وقت عظیم فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ امام الجرح والتعدیل بھی تھے، ابن عیینہؒ فرماتے ہے: مارأیت رجلاً اعلم باالحلال والحرام من سفیان الثوری،اسی طرح مام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جب امام ثوری اور امام اوزاعی امام مالک کے مجلس واپس جارہے تھے توامام مالک نے فرمایا: اکثرعلمامن صاحبه ولایصلح للامامة والاخر یصلح للامام، فقہی منہج محدثانہ تھااورآپ کے فقہی آراء فقہ زیدیہ کے زیادہ مشابہ ہیں۔[10]

5-سفیان بن عیینہ (المولود107ھ-التوفی198ھ):

آپؒ کبار محدثین اور معروف فقہاء میں سے ہے امام ابوحنیفہؒ کے فقہی مجالس میں شرکت کیا کرتے تھے۔امام شافعیؒ فرماتے ہے: لولا مالک وسفیان بن عیینة لذهب علم الحجاز، فقہی منہج واسلوب محدثانہ تھا۔[11]

6-ابوسلیمان داؤد بن علی اصفہانی الظاہری (المولود202ھ-التوفی270ھ):

کوفہ میں آپ کی ولادت ہوئی،شروع میں شافع المسلک تھے لیکن منہج استدلال کے مختلف ہونے کی وجہ سے بانی مسلک بن گئے۔اسلوب استدلال،ظاہری نصوص پر حتی الامکان عمل کیا جائے گا،جب تک ظاہری نصوص کے خلاف کوئی قرینہ صارفہ

موجود نہ ہو، اجماع الصحابہ، استصحاب الحال کے حجیت اور قیاس، استحسان، ، اور سد الذرائع کے عدم حجیت کے قائل ہیں۔[12]

7۔ علی بن سعید بن حزم الاندلسی (المولود374-التوفی456ھ:)

آپؒ کے تحریرات فقہ اسلامی میں "**المحلی باالآثار**" اور اصول فقہ میں "**الاحکام فی اصول الأحکام**" نے مسلک ظاہری کی ترویج واشاعت میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔[13]

اُصولِ فقہ کی اہمیت اور تاریخی جائزہ:

الغرض اُصولِ فقہ اسلامی علوم کا اہم موضوع ہے۔ جس کے ذریعے قرآن وسنت، احادیثِ نبوی ﷺ، تعامل صحابہ اور آثار کو بنیاد بنا کر فقہی احکام کو مستنبط کیا جاتا ہے اور یوں فقہ اسلامی کے نام سے ایک جداگانہ علم معرضِ وجود میں آتا ہے۔ تاہم یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ خود فقہ کے اُصول و قواعد اور فقہی ضوابط کا منبع کیا ہے؟

فقہ اسلامی اور اُصولِ فقہ کا تاریخی جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی چار پانچ صدیوں کے اندر فقہاء نے قرآن وحدیث کے نصوص کی منقول اور غیر منقول تعبیرات کے روشنی میں اور کچھ عرف وعادات کو سامنے رکھ کر اُصولِ فقہ کے داغ بیل ڈالی۔ ان لوگوں میں جنہوں نے پہلی بار فقہی اُصول، قواعد و ضوابط کو ایک باضابطہ ترتیب کے ساتھ مدوّن کیا۔ وہ محمد بن ادریس الشافعیؒ ہیں جن کی کتاب "الرسالة"اس حوالے سے ایک شاہکار ہے اور اسلام فقہی تاریخ کا قابلِ قدر اثاثہ ہے۔[14]

حنفی فقہاء میں سے اُصولِ فقہ کا غائرانہ اور بنظر عمیق جائزہ لینے والوں اور حنفی مکتبہ فکر کے ائمہ کے فقہی آراء متفرع کرنے والوں میں ابو زید عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ الدبوسیؒ ہیں۔ امام دبوسیؒ پانچویں صدی عیسوی کے ائمہ میں سے ہیں۔ جو بخارا اور سمر قند کے درمیان دبوسیہ نام کے گاؤں میں پیدا ہوئے اور 430ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی کتاب "تاسيس النظر" پانچویں صدی ہجری کے اُصول فقہ کے میدان میں ایک اہم کاوش ہے جس کی نظیر آئندہ دو صدیوں میں نہ مل سکی۔

"تاسيس النظر" کے محقق محمد القبانی لکھتے ہیں کہ امام دبوسیؒ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ائمہ اربعہ کے درمیان مسائل خلافیہ کو تنقیحی و تہذیبی مراحل سے گزارا۔ ''تاسيس النظر" کے دو نسخے مخطوطہ شکل میں مكتبة الخديوية میں نمبر 111، اور نمبر 118 کے تحت محفوظ کی گئی ہیں۔ جن کی ایڈٹ قبانی نے کی ہے، اور جن کا زیرِ نظر نسخہ 1415ء میں مكتبة الخانجى قاہرہ نے شائع کیا ہے۔[15]

زیرِ نظر موضوع میں جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے ان فقہی اُصول اور ان متفرع احکام کے بارے میں ہے جو حنفی مکتبۂ فکر کے ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا اور دیگر مذاہب کے ائمہ جیسا کہ امام زفرؒ، امام مالکؒ، امام ابن ابی لیلیٰ اور امام شافعیؒ کے درمیان مختلف ہیں۔

اغراض تحقیق:

اس تحقیق کے درجہ ذیل اہداف ہوں گے :

- "تاسیس النظر" کی روشنی میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے درمیان مختلف فیہ اُصول کو اُجاگر کرنا۔
- مذکورہ نہج پر شیخین (امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ) کے درمیان مختلف فیہ اُصول کو اُجاگر کرنا۔
- مذکورہ نہج کو سامنے رکھ کر طرفین (امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ) اور امام ابو یوسفؒ کے درمیان مختلف فیہ اُصول کو اُجاگر کرنا۔
- امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے درمیان اختلافی اصول کو اجاگر کرنا۔
- مذکورہ چار اصولوں کو سامنے رکھ کر ائمہ ثلاثہ کے درمیان اختلافی اصول کی فقہی اطلاقات کا جائزہ لینا اور متعلقہ فقہی مصادر تک رسائی حاصل کرنا۔
- کتاب "تاسیس النظر" کا خلاصہ فراہم کرنا تاکہ قاری مختصر مجلس میں مندرجات کتاب سے استفادہ کر سکے۔ زیرِ نظر مجوزہ تحقیق، بیانیہ اور تقابلی علمی اور مکتباتی مطالعہ پر منحصر ہو گی۔
- حنفی ائمہ کے اُصول کا "تاسیس النظر" کی روشنی میں جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اس زمرے کے دوسرے مصادر میں بھی ان کو تلاش کیا جائے گا۔
- مذکورہ فقہی اُصول پر متفرع فقہی احکام سے متعلق فقہی مصادر کی طرف رجوع کیا جائے گا اور ضروری حوالہ بندی کی جائے گی۔

ابو زید الدبوسیؒ کا مختصر تعارف :

آپ امام، فقیہ، جج عبیداللہ بن عمر بن عیسیٰ الدبوسی الحنفی ہیں، جنہیں ابو زید کے نام سے جانا جاتا ہے۔ فقہی اصول کے ماہر تھے، بعض حضرات نے آپ کا نام عبداللہ کہا ہے[16]۔ لیکن صحیح نام عبید اللہ ہے۔ اس لیے کہ یہ نام آپ کی اپنی دوسری تصنیف: التقویم کے آغاز اور اختتام میں آیا ہے۔ اسی طرح طبقہ حنفیہّ کی کتابیں جو کہ مکتب فکر کے لوگوں کا ترجمہ وحالات زندگی بیان کرنے میں مہارت رکھتی ہیں، وہ سب عبید اللہ نام پر متفق ہیں۔ اس کے علاوہ خود امام الدبوسی سے جو بیان ہوا ہے وہ اس کی واضح دلیل ہے، اور انہوں نے خود "کتاب الاسرار" میں باب المسح میں لکھتے ہیں: قال عبیداللہ فی المسح علی الخف:[17] عبید اللہ نے کہا: موزے پر مسح کے متعلق مسائل والے باب میں اپنا نام خود عبید اللہ ذکر کیا ہے۔ تو اس دلیل سے اس بات کا یقین کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا نام عبید اللہ ہے۔

ولادت ووفات :

مؤرخین اور سوانح نگاروں نے آپ کی پیدائش کا سال ذکر نہیں کیا ہے لیکن انہوں نے اس کی تاریخ اس طرح بتائی ہے کہ گویا ان کی وفات چار سو تیس (430ھ) میں ہوئی۔ البتہ آپ تریسٹھ سال کی عمر تک زندہ رہے اور اس طرح آپ کی ولادت 367ھ معلوم ہوتی ہے۔ تاہم بعض مؤرخین ان کی وفات کی تاریخ کے طور پر سال (77۳ھ) کا تذکرہ کرتے ہیں۔[18]

امام دبوسیؒ نے دبوسی کی نسبت کو اس بستی سے منسوب کیا جس میں آپ پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے مترجمین نے اس بات

پر اتفاق کیا ہے کہ یہ "الدبوسی" دبوسیة کا تناسب ہے۔ الدبوس: بفتح الدال وضم الباء وبعدها واو ساكئنة وسين،[19]
اسی طرح "كتاب الأسرار" فیض اللہ آفندی کی نسخہ جو ترکی سے چھپی ہے اس کے ٹائٹل صفحہ (سرورق) پر كتاب الأسرار للدبوسي تأليف العالم الفاضل الكامل أبي زيد عبيد الله بن عمر بن عيسى الدبوسي الحنفي ہے۔[20] اسی طرح "تأسيس النظر" جو کہ مصر سے چھپی ہے اس میں بھی مصنف کے نام کے ساتھ الدبوسی لکھا ہے۔[21]

اسی طرح علامہ ابوزید الدبوسیؒ کی تاریخ وفات میں بھی مؤرخین کی کئی اقوال ہیں، اکثر کتب تاریخ میں آپ کی عمر تریسٹھ سال لکھی ہیں۔ اس اعتبار سے آپ کی سن وفات ۴۳۰ھ بنتی ہیں، اور یہ قول بھی اکثر مؤرخین کی ہیں۔ امام ذہبیؒ کے قول کے مطابق بھی آپ نے چار سو تیس (430ھ) کو بخارا میں وفات پائی۔ اور بخارا شہر میں امام ابو بکر بن طرخان کے پاس دفن ہوئے۔(22)

امام ابودبوسیؒ کی شخصیت اور علمی کاوشیں:

- ابوزید الدبوسی کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد صاحب علمی حیثیت کے حامل تھے، علماء کے اقوال اور ان کے عقائد سے واقف تھے، امام دبوسیؒ کا شمار اکابر فقہائے حنفیہؒ میں سے ہیں۔ آپ نے ابو جعفر الاستروشی سے تفقہ حاصل کیا، امام کرخیؒ کی طرح امام ابو حنیفہؒ کے اصول کو محور گفتگو بنایا ان پر بحث و تحقیق کی مختلف مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کے اجتہادات کے پس پردہ کار فرما اصول و کلیات بیان کیے ہیں۔ فقیہانہ اسلوب استدلال اور قانونی بصیرت میں ضرب المثل تھے۔(23)
- ابن خلکان نے آپ کے متعلق لکھا ہے: وهو اول من وضع علم الخلاف وابرزه الى الموجود(24) انھوں نے سب سے پہلی علم الخلاف یعنی علم اختلاف الفقہاء کی بنیاد ڈالی اور اس کو باقاعدہ ایک منفرد علم کی حیثیت دی۔
- علامہ ابن کثیر آپؒ کے متعلق لکھتے ہیں: امام دبوسیؒ جس دور میں رہے، وہ چوتھی صدی کا آخری تہائی اور پانچویں صدی ہجری کا پہلا تہائی دور تھا۔ یہ دور مختلف سیاسی، سماجی اور ثقافتی پہلوؤں کے واقعات سے بھرا ہوا دور ہے۔ اس لیے ان کی سیاسی زندگی، سماجی زندگی اور سائنسی زندگی میں بھی ان کے اہم ترین دھاروں اور مظاہر کی نشاندہی واضح ہوتی ہے۔(25)
- امام ذہبیؒ کے نزدیک دبوسیؒ ما وراء النهر کے علماء میں سے ایک ایسے عالم تھے جو علم الاختلاف کے بانی، زیادہ ممتاز، اور وہ قوم کے ذہین ترین لوگوں میں سے تھے۔ ابن الاثیر کے قول کے مطابق: كان من كبار فقهاء الحنفية ممن يضرب به المثل، آپ ان عظیم حنفی فقہاء میں سے تھے جن کی مثال پیش کی جاتی ہیں۔(26)
- السمعانی کے قول کے مطابق امام دبوسیؒ سمرقند اور بخارا میں ماہرین فن کے ساتھ بحث و مناظرہ کرتے تھے۔(27)

- امام دبوسی کا شمار عظیم اصولیین اور فقہاء میں ہوتا ہے۔اسی وجہ سے اصولیین نے آپ کی رائے اور انتخاب کا خیال رکھاہے۔یہاں تک کہ امام الغزالیؒ نے اپنی کتاب "شفاء العليل" کی مقدمہ میں ذکر کیاہے کہ میری کتاب "شفاء العليل" کی لکھنے کا مقصد امام دبوسی کی فقہی اصول و قواعد کی وضاحت اوراس کتاب کی درجہ بندی ہی ہے۔[28]

اساتذہ وتصانیف:

آپ کے مشہوراساتذہ میں سے الشيخ الأسروشينى ہے جن کی سندامام ابوحنیفہؒ سے یوں ملتی ہے۔ الشيخ الأسروشيني عن الشيخ الإمام أبي بكر محمد بن الفضل عن الأستاذ الإمام عبد الله السبذموني، عن أبي حفص الصغير عن أبيه الإمام الكبير، عن محمد بن الحسن الشيباني عن الإمام أبي حنيفة اسی طرح جعفر الأسروشوني، اور أبو بكر الرازي جوکہ "جصاص" سے مشہور ہیں۔[29]

امام ابوزید دبوسیؒ نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ان کے نام یہ ہیں:

- **تأسيس النظر**: (کتاب ہذا)
- **كتاب الأسرار**[30]
- **الأمد الأقصى**[31]
- **الأنوار في أصول الفقه**[32]
- **تقويم أصول الفقه وتحديد أدلة الشرع**[33]
- **التعليق في مسائل الخلاف بين الأئمة**[34]
- **خزانة الأصول**[35]
- **شرح الجامع الكبير للإمام الشيباني**[36]
- **النظم في الفتاوي**[37]
- **خزانة الهدى**[38]
- **كتاب التعليقية**[39]

تاسیس النظر کاتعارف:

چوتھی صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری کے عہد قواعد فقہ اوراصول فقہ کے ارتقاء وتدوین کادور کہاجاسکتاہے۔ قواعد فقہیہ کی تدوین کے سلسلہ میں سب سے پہلی کتاب امام ابوالحسن کرخیؒ (م۳۴۰ھ) کی "اصول الكرخی" ہے۔ جوکہ سینتیس(۳۷) قواعدپر مشتمل ہے۔اور نجم الدین ابوحفص نے اس کی شرح لکھی ہے۔اس کے بعد قاضی ابوزید دبوسیؒ (م۴۳۰ھ) کی "تاسيس النظر "کانام آتاہے۔ جس میں انھوں نے مختلف فقہاء کی آراء کے اختلاف کی بناء واساس کو قواعد فقہ میں تلاش

کرنے کی کوشش کی ہے۔ "تاسیس النظر "اصول قواعد کاایک بہترین مجموعہ ہے۔ تاسیس کے معنی ہیں : بنیاد رکھنا،اور النظر کے معنی ہیں : غور وفکر، یعنی مجتہدین کے اصول استنباط۔ ضوابط فقہاء کے پیش نظر رہتے ہیں۔ اوراصول: مجتہدین کا مطمح نظر ہوتے ہیں۔ جن اجتہادی مسائل میں مجتہدین میں اختلاف ہوتاہے۔ جن اجتہادی مسائل میں مجتہدین میں اختلاف ہوتا ہے وہ ہر امام کے اصول اجتہاد پر مبنی ہوتاہے۔ مگر یہ اصول مروی نہیں ہوتے۔ ائمہ کے بیان کردہ مسائل سے ئل سے مستنبط ہوتے ہیں۔ اس طرح ہر امام کی اصول فقہ وجود میں آتی ہے۔ مگراصول فقہ میں نصوص سےاخذ مسائل کے طریقے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔اوراس کتاب میں صرف اجتہادی مسائل کے اصول ہیں۔ یہ کتاب کبریت احمر تھی مگراب یہ کتاب طبع ہو گئی ہے۔ اس لئے سہل الحصول ہے البتہ ابھی تحقیقی کاکام کماحقہ نہیں ہوا، اس لیے بعض مقامات مغلق ہیں۔اور پوری کتاب نہایت دقیق ہے۔اس کی فروعات کا سمجھناآسان نہیں۔ "تاسیس النظر" فقہ حنفی کی قواعد واصول کی عظیم مآخذ کی حیثیت رکھتاہے۔ فقہ حنفی میں اس کتاب کی جو حیثیت حاصل ہے اس کو فن سے شغف رکھنے والے اہل علم یہ بخوبی جانتے ہیں۔ امام دبوسیؒ نے کتاب مذکورہ میں قواعد کلیہ کے ساتھ مختلف قواعد کے تحت آنے والے احکام کی مثالیں بھی دی ہیں۔اسی طرح مختلف فقہی ابواب کے تحت مسائل کو منضبط کرنے والے بعض اہم ضوابط بھی کتاب میں درج کیے ہیں۔ امام ابوزید دبوسیؒ نے کتاب "تاسیس النظر" کو نو(۹)اجزاء میں اورہر جزو کومختلف ابواب کے تحت تقسیم کیاگیاہے،ہر باب میں اس موضوع سے متعلق یااس سے ملتے جلتے امور سے متعلق اصول وکلیات بیان کئے گئے ہیں۔ ہر اصل اور کلیہ کی مثالیں اور تطبیق نظائر بھی توضیح مراد کی غرض سے دیئے گئے ہیں۔

تاسیس النظر مشمولات و تشکیل:

علامہ ابوزید الدبوسی (م: ۴۳۰ھ) نے اپنی کتاب "تاسیس النظر" میں ائمہ احناف اور دیگر فقہاء کے مابین اصولی اختلافات کی متعدد صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ امام ابوالحسن الکرخیؒ اور امام ابو بکر الجصاص الرازیؒ کے بیان کردہ مضامین کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حنفی فقہاء کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے اصول کے ضمن میں مسائل جزیئہ کو تفریعات اور فقہی نکات پر مشتمل قواعد اور مسائل کو بیان کیا گیاہے۔

امام ابوزید الدبوسیؒ کی کتاب ''تاسیس النظر'' نوکتابوں پر مشتمل قواعد واصول فقہ پر ایک اہم مصادراولیہ کی حیثیت کاحامل ہے۔ جن اصول و قواعد کی بنیادپر مشہور ائمہ فقہاء کے درمیان مسائل متفرعہ پراختلاف رہاہے۔ قواعد کے لیےابوزید الدبوسی "اصل" کی اصطلاح عام طورپر استعمال کرتے ہیں۔ امام ابوزید الدبوسی اصول کا عمومی مفہوم استعمال کرتے ہیں جس میں قواعد، ضوابط اور اصول سب شامل ہیں جن میں چندایک درج ذیل ہیں :

- امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین (امام ابویوسفؒ وامام محمد بن حسن شیبانیؒ) کے مابین فقہی اختلاف اراء کی اساس کو بیان کیا گیاہے اس حصے میں وہ قواعد واصول مذکور ہے جن سے امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے نقطہ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

- شیخین: (امام ابو حنیفہؒ، امام ابویوسفؒ) کی ان فقہی اراء کے اصول و قواعد جن میں امام محمد نے ان سے اختلاف کیاہے۔
- طرفین: (امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ) کے ان فقہی آراء کے اصول وضوابط جن میں امام ابویوسف نےان سےاختلاف کیاہے۔
- صاحبین: (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے مابین پائی جانی والی اختلافی آراء کے اصول وضوابط بیان کئے گئے ہیں۔
- ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، بشمول حسن بن زیادؒ کے ان فقہی اراء کے اصول و قواعد جن میں امام زفرؒ بن ھذیل نے ان سے اختلاف کیاہے۔

خلاصہ کتاب اجمالی:

کتاب ہذا'' تاسیس النظر ''فقہاء کرام کے مابین مسائل مختلفہ کی بنیادی اصول و قواعد اوران پر متفرعہ مسائل پر مشتمل ایک جامع اور مصدر اصلی کی حیثیت رکھتاہے۔ جو کہ ابواب (کتب) پر مشتمل ہیں۔

کتاب اول: امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے جس میں بائیس اصول ہیں۔

کتاب دوم: امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اور امام ابویوسفؒ کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے جس میں چار اصول ہیں۔

کتاب سوم: امام ابو حنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے اور امام محمدؒ درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے جس میں تین اصول ہیں۔

کتاب چہارم: صاحبینؒ (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے جس میں چار اصول ہیں۔

کتاب پنجم: امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے امام زفرؒ کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے جس میں سات اصول ہیں۔

کتاب ششم: امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے اور امام مالکؒ کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے جس میں دواصول ہیں۔

کتاب ہفتم: امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے اور ابن ابی لیلیؒ کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے جس میں چار اصول ہیں۔

کتاب ہشتم: ائمہ احناف اور ابو عبداللہ شافعیؒ کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے، جس میں چھبیس اصول ہیں۔

کتاب نہم: مختلف مسائل متفرقہ کے اصول اور مسائل متفرعہ کے بیان پر مشتمل ہے جس میں تیرہ اصول ہیں۔

خلاصہ کتاب تفصیلی:

کتاب ہذا'' تاسیس النظر ''نو کتب پر مشتمل فقہ حنفی کے اصول پر مصدر اصلی کی حیثیت کی حامل کتاب ہے۔

❖ کتاب اول: امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے۔

اس کتاب اور حصے میں ان قواعد واصول کا تذکرہ ہے جن اصول و قواعد کی بنیاد پر امام ابو حنیفہؒ، اور صاحبینؒ کے درمیان مسائل متفرعہ پر اختلاف رہا ہے۔ یہ باب بائیس (۲۲) اصول پر مشتمل ہے جو کہ اصل نمبر ۱ سے ۲۲ تک ہیں۔

- جن میں اصل نمبر ۱: " أن ما غير الفرض في أوله غيّره في آخره" پر بارہ مسائل متفرع کی گئی ہیں۔ جبکہ آخری یعنی بارھویں تفریع پر ایک اعتراض اور اس کا جواب بھی مذکور ہے۔
- اصل نمبر ۲: " أن المحرّم إذا أخر النسك عن الوقت المؤقت له أو قدمه لزمه دم" پر چار مسائل متفرع کی گئی ہیں۔
- اصل نمبر ۳: "أن الشيء إذا غلب عليه وجوده يجعل كالموجود حقيقة وإن لم يوجد" پر سات مسائل متفرع کی گئی ہیں۔
- اصل نمبر ۴: "متى عرف ثبوت الشيء من طريق الإحاطة والتيقن" پر بارہ تفریعات کی گئی ہیں۔
- اصل نمبر ۵: "إن ما يتناوله اللفظ من طريق العموم" پر بارہ مسائل متفرع ہیں۔
- اصل نمبر ۶: "إن العقد إذا دخله فساد قوي مجمع عليه أوجب فساده شاع في الكل" پر تیرہ مسائل کا استخراج کیا گیا ہے۔
- اصل نمبر ۷: "إن من جمع في كلامه بين ما يتعلق به الحكم وما لا يتعلق به الحكم" پر آٹھ مسائل متفرع کی گئی ہیں۔
- اصل نمبر ۸: "ان ما يعتقده أهل الذمة ويدينونه لضن يتركون عليه وعندهما لا يتركون" پر پانچ مسائل کا استخراج کیا گیا ہے۔
- اصل نمبر ۹: " إن من أخبر بخبر ولصدق خبره علامة لا يقبل قوله إلا ببيان تلك العلامة" پر چھ مسائل فقہیہ متفرع کی گئی ہیں۔
- اصل نمبر ۱۰: "إن سبب الإتلاف متى سبق ملك المالك فإنه لا يوجب الضمان" پر چھ مسائل مستنبط ہو چکی ہیں۔
- اصل نمبر ۱۱: " أن الأذن المطلق إذا تعرى عن التهمة والخيانة لا يختص بالعرف" پر تیئیس (۲۳) مسائل متفرع کی گئی ہیں۔
- اصل نمبر ۱۲: "ما حصل مفعولاً بإذن الشرع كان كأنه حصل مفعولاً بإذن من له الولاية " پر چھ مسائل متفرع کی گئی ہیں۔
- اصل نمبر ۱۳: "إذا صحت التسمية لا يعتبر مقتضي التسمية وإذا لم تصح يعتبر المقتضي" پر تین مسائل متخرج کر لی ہے۔

- **اصل نمبر۱۴:** "أنه يعتبر التهمة في الأحكام" پر پندرہ(۱۵) **مسائل متفرع** ہیں۔
- **اصل نمبر۱۵:** "أن ملك المرتد يزول بنفس الردة زوالا موقوفاً" پر **تین مسائل فقہیہ متفرع** کی ہیں۔
- **اصل نمبر۱۶:**" أن حقوق الأشياء معتبرة بأصولها وقد اعتبرها أبو حنيفة ملحقة" پر **آٹھ مسائل کی تفریع** کی گئی ہیں۔
- **اصل نمبر۱۷:**" أن أم الولد ليست بمال ولا قيمة لها" پر **پانچ مسائل فقہیہ متفرع** کردی ہے۔
- **اصل نمبر۱۸:** "ان كل مملوک اغل غلة ---------------- هل يتم له الملك أم لا" پر **پانچ مسائل فقہیہ** کااستنباط کرلیے ہیں۔
- **اصل نمبر۱۹:** "أن الحقوق إذا تعلقت بالذمة وجب إستيفاؤها من العين" پر **پانچ مسائل متفرع** ہیں۔
- **اصل نمبر۲۰:**" أن الإنسان يجوز أن لا يملك الشيء بنفسه قصداً" پر **نو مسائل فقہیہ** کااستخراج کرلیے ہیں۔
- **اصل نمبر۲۱:** "أن نفي موجب العقد لا يجوز ونفي موجب الشرط يجوز" سے **پانچ مسائل متخرج** ہیں۔
- **آخری اصل نمبر۲۲:** "أن كل من لا يقدر بنفسه فوسع غيره لا يكون وسعا له"پر **چارمسائل متفرع** کئے ہیں۔

❖ کتاب دوم: امام ابو حنیفہؒ اورامام محمدؒ کےاورامام ابویوسفؒ کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے۔

اس کتاب اورحصے میں ان قواعد واصول کاتذکرہے جن اصول وقواعد کی بنیادپر امام ابو حنیفہؒ، اورامام محمدؒ کے اور امام ابویوسفؒ کے درمیان مسائل متفرعہ پراختلاف رہاہے۔ یہ باب چار (۴) اصول پر مشتمل ہے جوکہ اصل ۲۳ سے ۲۶ تک ہیں۔

- **اصل نمبر۲۳:** "أن فساد أفعال الصلاة لا يوجب فساد حرمة الصلاة "پر **تین مسائل متفرع** ہیں۔
- **اصل نمبر۲۴:** "أن كل عقد امتنع عن الفسخ بالإقالة فلا تحالف فيه ولا تراد إلا إذا اختلفا " سے **تین مسائل متخرج** ہیں۔
- **اصل نمبر۲۵:** "أن كل أخبار لا يلزم القاضي القضاء ---------- بتلك الحجة إلا بهذا "پر **چارمسائل متخرج** ہیں۔
- **اصل نمبر۲۶:** "أن كل عصير استخرج بلماء فطبخ أو في طبخة فالقليل منه غير المسكر حلال " سے **تین مسائل متخرج** ہیں۔

❖ کتاب سوم: امام ابو حنیفہؒ اورامام ابویوسفؒ کےاورامام محمدؒ درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں ان قواعد واصول کا تذکرہ ہے، جن اصول و قواعد کی بنیاد پر امام ابو حنیفہؒ، اور امام محمدؒ کے اور امام ابویوسفؒ کے درمیان مسائل متفرعہ پر اختلاف رہا ہے۔ یہ باب تین (۳) اصول پر مشتمل ہے، جو کہ اصل ۲۷ سے ۲۹ تک ہیں۔

- اصل نمبر ۲۷: "أن إذا لم يصح الشيء لم يصح ما في ضنه وعند أبي حنيفة يجوز "پر دس مسائل متفرع ہیں۔
- اصل نمبر ۲۸: "أن اليمين لا تنعقد إلآ على معقود عليه فإذا لم تنعقد فلا كفارة فيها "سے چار مسائل متخرج ہیں۔
- اصل نمبر ۲۹: "أن الشروط المتعلقة بالعقد بعد العقد كالموجود لدى العقد "پر پانچ مسائل متخرج ہیں۔

❖ **کتاب چہارم: صاحبینؒ (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے درمیان اختلاف کے بیان پر مشتمل ہے۔**

اس میں ان قواعد واصول کا تذکرہ ہے جن اصول و قواعد کی بنیاد پر امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے درمیان مسائل متفرعہ پر اختلاف رہا ہے۔ یہ باب چار (۴) اصول پر مشتمل ہے جو کہ اصل ۳۰ سے ۳۳ تک ہیں۔

- اصل نمبر ۳۰: "أن الشيء يجوز أن يصير تابعاً لغيره وإن كان له حكم نفسه بانفراده "پر تئیس مسائل متفرع ہیں۔
- اصل نمبر ۳۱: "أن العارض في العقد الموقوف قبل تمامه كالموجود "سے چھ مسائل متخرج ہیں۔
- اصل نمبر ۳۲: "أن البقاء على الشيء يجوز أن يعطى له حكم الإبتداء "پر پانچ مسائل متخرج ہیں۔
- اصل نمبر ۳۳: "أن إيجاب الحق لله تعالى في الغير يزيد ملك المالك "سے آٹھ مسائل متخرج ہیں۔

اسی نہج کے مطابق کتاب ہذا کے باقی ابواب بھی مرتب ہیں۔ جو کہ حنفی مسلک کے علاوہ دوسرے ائمہ کے ساتھ اصول میں اختلاف کی روشنی میں دوسرے متفرع کی ہیں۔

نتائج البحث

(1)---- علامہ ابوزید دبوسی پانچویں صدی ہجری کے عظیم علماء میں سے شمار ہوتا ہے۔ علامہ الذہبی کے قول کے مطابق علم الخلاف کے واضع ہونے کے ساتھ امت کے اذکیاء میں سے تھے۔ عالم ما وراء النهر وأول من وضع علم الخلاف وأبرزه وكان من أذكياء الأمة،اب علم الخلاف فن خلافیات کو منصہ شہود پر لانے والے پہلے ہستی ہیں۔

(2)----جمہور ائمہ فقہاء کو مسائل فقہیہ الاسلامیہ کو صاحب کتاب حصر واستقراء اور سہل حصول کے لیے آٹھ اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

(3)---- منہج کتاب ہر قسم کے لیے علیحدہ باب قائم کیا ہے اور ہر باب میں متعلقہ اصول اور ان کے تفریعات ونظائر ذکر کئے ہیں۔

(4)۔۔۔۔اختتام کتاب میں فاضل مصنف نے ایک باب قائم کیا ہے۔ جس میں ابراہیم النخعی، سفیان ثوریؒ، امام اوزاعی اور امام شعبیؒ کے اقوال اوران کے مذہب کے اصول وفروعات تقابلی اور موازناتی انداز میں ذکر کئے ہیں۔

(5)۔۔۔۔اصول اور قواعد الفقہ کی روشنی میں بہت سارے جزئیات وفروعات کا تذکرہ کیا ہے۔

(6)۔۔۔۔زیر نظر تحقیق فقہ العالمی کی بہترین کاوش ہیں، جس میں مختلف المسالک فقہی آراء کو متعلقہ مصادر فقہیہ سے جمع کئے گئے ہیں۔

(7)۔ فاضل مصنفؒ کے منہج اور طریقہ کار سے معلوم ہواکہ نظریہ ضرورت کے تحت کسی دوسری فقہی مسلک کی طرف بھی رجوع کیا جاسکتا ہے۔

(8)۔۔۔۔۔۔کتاب ''تاسیس النظر" کا اجمالی وتفصیلی خلاصہ مقدمہ مقالہ میں پیش کیا گیا ہے تاکہ قاری کتاب مختصر مجلس میں مندرجات کتاب سے استفادہ کرسکے۔

(9)۔۔۔۔ مقالہ میں موجود اصطلاحات الفقہیہ کا تعارف نجمہ دے کر حاشیہ میں کتب فقہیہ سے کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ابتداء میں تعارف موضوع، منہج کتاب ذکر کرکے ہر باب کی اختتام میں باب کاخلاصہ اورآخر مقالہ میں خاتمۃالبحث عنوان کے تحت خلاصہ مقالہ اور منہج مقالہ ذکر کرکے آخر میں مصادر ومراجع تفصیلی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

تجاویز وسفارشات

فاضل مصنفؒ کے اصول اور منہج کی روشنی میں فقہ اسلامی کے عظیم الشان ذخیرہ کے مختصر اور مستحضر کیا جاسکتا ہے۔

- اختلافی مسائل کو تطبیق واتفاقی مسائل میں بدلنے کے لیے مذکورہ منہج کو مزید آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔
- مذکورہ منہج پر فقہاء کرام اورائمہ اربعہ کے فقہی کاوشوں ،افہام وتفہیم ،افادہ واستفادہ کے لیے مرتب کیے جاسکتے ہیں۔
- فاضل مصنفؒ نے اصول دفع تعارض، تطبیق ،ترجیح، تنسیخ وتساقط کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اصول افتاء کی نشاندہی بھی کی جاسکتی ہیں۔
- زیر نظر تحقیقی عمل کی روشنی میں فقہ اسلامی کی اصول قوانین کی دفعات اور فروعات فراہم کر کے تقابلی عمل سے گزار کرایک جامع کاوش بصورت فقہ عالمی کے سامنے آسکتا ہے۔
- دیگر کتبِ قانون کے متون وشروح کو دفعہ بندی کے عمل سے گزار کران کے مغلقات کوآسان اوران کتابوں کو سہل اور قابل استفادہ بنایا جاسکتا ہے۔
- زیر نظر تحقیق کے روشنی میں فقہ اسلامی اور معاصر قوانین کے اصول وضوابط اور حکم کو مختصراًمرتب کیا جاسکتا ہے۔
- جن مصنفین ومؤلفین نے حاصل مطالعہ اوراخذ کردہ مفاہیم کو صفحہ قرطاس پر منتقل کیااور حوالہ جات میں اجمال پر اکتفاء کیا،ان تصنیفات وتالیفات مذکورہ منہج پر تحقیقی وموازناتی عمل سے گزارا جاسکتا ہے۔

- "تاسيس النظر" کا تفصیلی تحقیق عربی نسخہ نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ تحقیقی و موازناتی پراجیکٹ کی روشنی ومعاونت میں تفصیلی عربی محقق نسخہ تیار کیا جاسکتا ہے جو کہ علمی دنیا میں بہترین اور قابل قدر کاوش ثابت ہو گی۔
- تخصص فی الافتاء اور قانون کے طلباء وعلماء کے نصاب میں اسے شامل ہو نا لازمی ہیں، جو کہ تقابلی اور موازناتی منہج پر مرتب ہو، جس میں اسلامی کے گہرائی و گیرائی اور افاقیت کو ٹھوس دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

---

[1] ۔ غازی، محمود احمد، محاضرات فقہ، مکتبۃ الفیصل، لاہور، 2005، ص۔ 57

[2] ۔ الکرابیسی، محمد بن الحسین النیسابوری، تہذیب الفروق، دار العلم، بیروت، 1988م، ص 126

[3] ۔ الدہلوی الشیخ إحمد شاہ ولی اللہ ابن عبدالرحیم، حجۃ اللہ البالغۃ، الناشر: دار إحیاء العلوم، بیروت لبنان باب 84 ص 386

[4] ۔ خلاف، عبدالوہاب، علم إصول الفقہ، مکتبۃ الدعوۃ، بیروت، الطبعۃ الثامنۃ، ص 258

[5] ۔ النووی، إبوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری، الأصول والضوابط، دار البشائر الإسلامیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1406، ص 39

[6] ۔ غازی، محمود احمد، محاضرات فقہ، ص۔ 59

[7] ۔ الشیرازی، ابواسحاق، طبقات الفقہاء، ص 13 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1429ھ

[8] ۔ المدخل للفقہ الاسلامی ص 178

[9] ۔ الشیرازی، طبقات الفقہاء، ص، 71

[10] ۔ ایضاً: الشیرازی، طبقات الفقہاء، ص 76

[11] ۔ الخطیب، البغدادی، تاریخ بغداد، ج 9 ص 179 دار القلم مصر، سطن

[12] ۔ المدخل للفقہ الاسلامی ص 178

[13] ۔ حافظ حبیب الرحمن، سلسلہ مباحث فقہیہ، فقہی اختلافات، حقیقت، إسباب اور اداب وضوابط، ص 30

[14] ۔ الدہلوی شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، باب 84 ص 388

[15] ۔ غازی، محمود احمد، محاضرات فقہ، ص۔ 63

[16] ۔ ہو:ابوزید عبداللہ عبیداللہ بن عمر بن عیسی الدبوسی، الرعینی، فؤاد السالکین فی تاریخ التراث العربی، مکتبۃ التراث العربی، 1423ھ، ص ۳۲۱

[17] ۔ الدبوسی، عبیداللہ، کتاب الاسرار، باب المسح علی الخفین، المکتبہ الخدیویہ مصر، سطن، ص ۷۵

[18] ۔ ابن کثیر، عمادالدین، البدایۃ والنہایۃ، مکتبۃ العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1423ھ، 2:305

[19] ۔ الاصفہانی، راغب، المفردات، مکتبۃ العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۹، ا: ۲۸۴

[20] ۔ الدبوسی، کتاب الاسرار، سرورق

[21] ۔ الدبوسی، عبیداللہ، تاسیس النظر، مکتبۃ الکلیات، الازھر سطن، ص ۳۷

[22] ۔ الذہبی محمد بن احمد عثمان، الاعلام بوفیات الاعلام، 1:288، قاہرہ، طبعۃ خامسۃ، سطن

[23] ۔ اابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، اا: ۱۷۴

[24] ۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان وابناء ابناء الزمان، ،دا﷽صاد﷽، بیروت لبنان 1994ء، 1:253

[25] ۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۱۲: ۴۶

[26] ۔ الذہبی محمد بن احمد عثمان، ، سیر اعلام النبلاء دا﷽لکتاب، دمشق، بیروت، 2012، ۳: ۲۱۳

[27] ۔ السبکی، تاج الدین، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2001ء، ۳: ۱۲۹

[28] ۔ الغزالی، ابوحامد، محمد بن محمد شفاء العلیل، ا: ۱۳۲

[29] ۔ السمعانی، عبدالکریم بن محمد، الانساب، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، 1962ء، ۳: ۲۵۲

[30] ۔ یہ فقہ پر امام ابوزید الدبوسیؒ کی ایک کتاب ہے جو دو جلدوں میں ہے، اس کے بہت سے نسخے موجود ہیں۔ لیکن زیادہ شہرت نہ ہونے کی وجہ سے نایاب کتاب ہے۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، قواعد کلیہ، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۵

[31] ۔ یہ کتاب اخلاقیات، نصائح اور حکم پر مشتمل ہے مکتبہ جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض، سعودی عرب نے ایک جلد میں اس کو شائع کیا ہے، بنیادی طور پر یہ کتاب ابوزید الدبوسیؒ کا اپنے تلامذہ کے ساتھ مکالموں پر مشتمل ہے۔السمعانی، الانساب، ۳: ۲۵۵

[32] ۔ بقول حاجی خلیفہ یہ کتاب امام ابوزید اصول فقہ پر مختصر مگر جامع ترین کتاب ہے، جس میں اصول فقہ کے اکثر مسائل کا احاطہ کیا ہے۔ الغزالی، شفاء العلیل، ا: ۱۳۵

[33] ۔ اصول فقہ کی تقویم اور دلائل شریعت کی تعدیدات پر مبنی ایک جامع کتاب ہے۔ جو کہ حنفی مکتب فکر کی بنیادی کتابوں میں سے ایک اہم ترین ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ غازی، محمود احمد، قواعد کلیہ، ص ۲۸

[34] ۔ یہ کتاب ائمہ فقہاء کے درمیان موجود اختلافات پر تعلیقات کی ایک کتاب ہے۔ عمومی طور پر اس کتاب کی نسخے نامکمل پائے جاتے ہیں۔ السمعانی، الانساب، ۳: ۲۵۷

[35] ۔ امام دبوسی کی یہ کتاب: خزانۃ الھدی، سے مشہور ہے جو کہ اکثر عرب جامعات میں بآسانی پائی جاتی ہیں۔ الغزالی، شفاء العلیل، ا:

۱۳۷

[36]۔ یہ کتاب امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کی الجامع الکبیر کی توضیح وتشریح ہے۔ غازی، محمود احمد، قواعد کلیہ، ص۲۹

[37]۔ فقہی اصول کی مقدمہ ملیں مفتی اسامہ پالن پوری دبوسیؒ کی تصانیف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ یہ کتاب "کتاب التعليقية" امام ابوزید دبوسیؒ کی ایک کتاب ہے جس کااب وجود نہیں، یہاں تک کہ ان کی مصنفات میں بھی اس کاتذکرہ نہیں ملتا۔ مفتی اسامہ، اصول فقہ، مکتبہ حجاز دیوبند، ۲۰۱۴ء ص ۳۴

[38]۔ فقہی اصول کی مقدمہ میں مفتی اسامہ پالن پوری دبوسیؒ کی تصانیف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ یہ کتاب "کتاب التعليقية" امام ابوزید دبوسیؒ کی ایک کتاب ہے جس کااب وجود نہیں، یہاں تک کہ ان کی مصنفات میں بھی اس کاتذکرہ نہیں ملتا۔ غازی، محمود احمد، قواعد کلیہ، ص ۳۴

[39]۔ فقہی اصول کی مقدمہ ملیں مفتی اسامہ پالن پوری دبوسیؒ کی تصانیف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ یہ کتاب "کتاب التعليقية" امام ابوزید دبوسیؒ کی ایک کتاب ہے، جس کااب وجود نہیں، یہاں تک کہ ان کی مصنفات میں بھی اس کاتذکرہ نہیں ملتا۔ مفتی اسامہ، اصول فقہ، ص ۳۴